فہم سلف دین میں حجت نہیں

فرقے یہ دعوی کرتے ہیں کہ اٹھویں صدی کے ائمہ مثلا ابن تیمیہ و ابن کثیر و ابن قیم سلف ہیں اور وہ سلف کے مذھب پر ہیں - راقم کہتا ہے سلف سے دین لینے کا کوئی حکم قرآن و حدیث میں نہیں ہے – دین میں کتاب اللہ و حدیث کے بعد صرف اصحاب رسول و تابعین کے اقوال کی اہمیت ہے

سلفی لوگوں اور سلف سے کیا مراد ہے؟ البانی اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں

الدعوة السلفيّة : نسبة إلى السلف وفي اللغة : هم القوم المتقدّمون، و يراد بهم فى الاصطلاح : أنهم القرون الثلاثة الخيرة الّتى جاء الثناء عليها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قوله : "خير القرون قرنى، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم ثم يأتى من بعد ذلك أناس يشهدون و لا يستشهدون، ويخونون و لا يؤتمنون، ويكون فيهم الكذب"، فهؤلاء بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ أى لهذه القرون الثلاثة۔ أنّهم خير القرون، و لا شك أن هديهم وطريقتهم وسنتهم هي خير الهدى وخير السنن و خير الطرائق، و يقابل السلف الخلف، و هم الّذين جاء وا بعده هذه القرون الثلاثة، و نحن نعلم أنه قد اختلفت طريقة السلف عن الخلف فى كثير من الأمور، فقد ظهرت بعد القرن الثالث أمور لم تكن ...

سلفی دعوت، سلف کی طرف منسوب ہے، لغوی اعتبار سے سلف سے مراد پہلے لوگ ہیں اور اصطلاح میں وہ تین بہترین زمانے ہیں، جن کی تعریف و توصیف اس فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود ہے کہ سب سے بہترین زمانہ میرا ہے، پھر وہ لوگ جو ان کے متصل بعد ہوں گے اور پھر وہ لوگ جو ان کے متصل بعد ہوں گے، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے، جو گواہی دیں گے، حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی۔ وہ خیانت کریں گے اور ان کو امین نہیں سمجھا جائے گا۔ ان میں جھوٹ رواج پا جائے گا۔ تو رسول اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کے مطابق یہ تین زمانے سب زمانوں سے بہترین ہیں۔ بلا شبہ ان کا طریقہ، ان کا راستہ اور ان کا منہج ہی سب طریقوں، راستوں اور مناہج سے بہترین ہے۔ سلف کے مقابلے میں خلف کا لفظ ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ان تین زمانوں کے بعد آئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ بہت سے امور میں سلف کا طریقہ خلف سے مختلف ہے، کیونکہ تیسری صدی کے بعد بہت سے ایسے امور ظاہر ہو گئے تھے، جو پہلے نہ تھے

(دروس الشیخ الالبانی : ۳۸/۲)

البانی کہتے ہیں سلف کا ذکر حدیث

خير القرون قرنی، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم

میں آیا ہے –اپنے ایک جواب میں البانی نے سرے سے ہی اس روایت کا انکار کیا ہے

(خير القرون قرني) ، هذا اللفظ لا نعرف له أصلا في كتب السنة ، مع أن هذا الحديث : رواية الحديث بلفظ دخل في زمرة الأحاديث المتواترة لكثرتها ، وإنما اللفظ الصحيح الذي جاء في الصحيحين وغيرهما ، إنما هو بلفظ : (خير الناس قرني) ، ليس : (خير القرون قرني) ، إنما هو : (خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ...) إلى آخر الحديث .].

(396). سلسلة الهدى والنور " شريط "

سب سے بہتر میرا زمانہ ہے – یہ الفاظ ہم نہیں جانتے کہ یہ کتب حدیث میں موجود ہوں اس کے ساتھ اس حدیث کو متواتر احادیث میں بھی کثرت کی وجہ سے داخل کیا جاتا ہے اور جو صحیح الفاظ ہیں جو صحیحین میں اور دیگر میں ہیں وہ ہیں میرے دور کے لوگ سب سے بہتر ہیں

البانی کا اقرار ہے کہ صحیح الفاظ ہیں کہ دور النبی کے لوگ سب سے بہتر ہیں یعنی اصحاب رسول اور اس طرح سلف کا فہم جو قابل حجت بنتا ہے وہ صرف اصحاب رسول کا فہم ہے پھر تابعین کا پھر تبع التابعین کا- صحابہ کرام کے اقوال کی موجودگی میں فہم تابعین معتبر نہیں- اسی

طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین کا زمانہ بہتر ہے - فہم تابعین کے مقابلے میں فہم تبع تابعین معتبر نہیں۔اسی طرح تابعین کے بعد سب سے بہتر زمانہ تبع تابعین کا ہے، لہٰذا تبع تابعین کے مقابلے میں بعد والوں کا فہم معتبر نہیں

لیکن عقائد میں ہمیں صرف قرآن کافی ہے جیسا خود عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے

حسبنا کتاب اللہ ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے

ہمیں صرف کتاب وسنت پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے

اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ» (الاعراف : ۳)»

تم اس چیز کی پیروی کرو، جو تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور اس کے سوا اولیاء کی پیروی نہ کرو

لہٰذا صرف قرآن وحدیث حجت ہے، صحابہ وتابعین کے اقوال وافعال ہمارے لئے رہنمائی کرتے ہیں-ہم کو معلوم ہے کہ اصحاب رسول بھی بعض مسائل میں اختلاف کرتے تھے مثلا علی کا حج پر تلبیہ پڑھنا، عثمان کا ان سے اختلاف کرنا وغیرہ، لیکن اس میں ان میں آپس میں عقیدے کا کوئی اختلاف نہ تھا- لیکن افسوس فرقوں نے اپنے باطل عقائد کو ان سلف سے لیا جو دور اصحاب رسول کے بہت بعد کے ہیں اور بعد میں اصحاب رسول کو ہی علم سے بے بہرہ قرار دیا

اس کی سب سے بڑی مثال ان فرقوں کی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقائد کے خلاف لب کشائی اور جرات لسانی ہے—اس طرح سلف کا فہم، اصحاب رسول اللہ اور امہات المومنین کے فہم سے جا ٹکراتا ہے

ان علماء کی زبانی جمع خرچ کچھ اس طرح ہے مثلا البانی کہتے ہیں
ضروری ہے کہ ہم دین کا صحیح مفہوم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کے طریقہ سے لیں۔سابقہ حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔اسی بات کی مزید تاکید کرتے ہوئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں فرمایا ہے، میرے خیال میں وہ آپ کے علم میں ہوگی۔اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين، وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم ومحدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة وإن كل بدعة ضلالة

میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا، اسے مضبوطی سے تھامنا اور بدعات سے بچنا

مسند الامام احمد ۴/۱۲۶ : ۱۲۷، سنن ابی داؤد : ۴۶۰۷، سنن الترمذی : ۲۶۷۶، وقال : حسن صحیح، سنن ابن ماجہ : ۴۲، وصحیح ابن حبان

بدترین مثالوں میں سے ایک مثال یہ ہے کہ ان علماء کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین کی صف سے خارج ہیں—ان کو یہ فرقے بادشاہ قرار دیتے ہیں گویا کہ دین میں بادشاہ کا منصب کوئی معیوب بات ہو۔قرآن میں سلیمان و داود و طالوت کو ملک یعنی بادشاہ ہی قرار دیا گیا ہے۔رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی سنت کو لازم پکڑنے کا حکم دینے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ایک اور چیز کو بھی لازم پکڑنے کا حکم فرما رہے ہیں اور وہ دوسری چیز جماعت، یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے—یہ ناممکن ہے کہ کاتب الوحی کو یا سفیر اسلام معاویہ جن کی تربیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہو وہ راشد یا ہدایت یافتہ نہ ہوں بلکہ ان فرقوں کے تیسری اور آٹھویں صدی کے مولوی ہوں—حدیث معلوم ہے کہ دین کا کوئی کام جو غیر صحابی کرے اس کا محشر میں وہ وزن نہ اٹھے گا جو ایک صحابی کے عمل سے اٹھے گا۔تو پھر کس طرح نام نہاد سلف کا فہم اصحاب رسول کے فہم سے بڑھ کر ہے؟

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں واضح طور پر فرماتے ہیں:

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء : ۱۱۵)

اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے راستے کے سوا اور راستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اُسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور جہنم میں داخل کر دیں گے اور وہ بری جگہ ہے۔

بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے (جہنم میں جانے کا سبب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ مؤمنوں کی راہ پر نہ چلنا بھی بیان کیا ہے۔ یہ بات (مؤمنوں کی راہ) یعنی جمہور اصحاب رسول کا ذکر یہاں کیوں لایا گیا؟ صرف یہ گوش گزار کرانے کے لئے اجماع صحابہ ہی اصل حجت ہے، بعد کے مولویوں کے فتوے ہر گز اس زمرے میں نہیں آتے ۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے سال کو عام الجماعہ کہا جاتا ہے یعنی وہ سال جس میں تمام امت پھر جمع ہوئی۔

فہم سلف کی حجیت پر تقریر کرتے ہوئے البانی اپنے منتشر خیالات پیش کرتے ہیں

إنّ سبب ضلال الفرق كلها قديما و حديثا هو عدم التمسّك بهذه الدعامة الثالثة : أن نفهم الكتاب والسنّة على منهج السلف الصالح المعتزلة المرجئة القدرية الأشعرية الماتريديّة، وما فى هذه الطرائف كلها من انحرافات، سببها أنّهم لم يتمسّكوا بما كان عليه السلف الصالح، لذلك قال العلماء المحقّقون :و كلّ خير في اتباع من سلف وكل شرّ في ابتداع من خلف فهذا ليس شعراً، بل هذا الكلام ماخوذ من الكتاب و السنة ﴿وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء : ١١٥) لماذا قال : ويتبع غير سبيل المؤمنين ؟ كان يستطيع ربّنا أن يقول : ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبيّن له الهدى نو له ما تولى و نصله جهنم و ساء ت مصيراً ؟ فلم قال : ويتبع غير سبيل المؤمنين ؟ حتى لا يركب أحد رأسه ولا يقول : أنا فهمت القرآن هكذا، و فهمت السنة هكذا، فيقال له : يجب أن تفهم القرآن و النسة على طريقة السلف المؤمنين الأوَلين السابقين، وقد أيّد هذا النص من القرآن نصوص من أحاديث الرسول عليه الصلاة والسلام

قدیم اور جدید تمام گمراہ فرقوں کی گمراہی کا سبب صرف اس تیسرے اصول کو چھوڑنا ہے۔ یہ تیسرا اصول یہ ہے کہ ہم کتاب وسنت کا فہم سلف صالحین کے منہج کے مطابق لیں۔ معتزلہ، مرجیہ، قدریہ، اشاعرہ، ماتریدیہ اور ان فرقوں میں جتنی گمراہیاں ہیں، ان کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے سلف صالحین کے طریقے کا التزام نہیں کیا۔ اسی لیے محققین علمائے کرام کا کہنا ہے : وکل خیر فی اتباع من سلف وکل شرَ فی ابتداع من خلف "ہر بھلائی سلف صالحین کے اتباع میں اور ہر گمراہی بعد والے لوگوں کی اختراع میں ہے۔" یہ محض ایک شعر نہیں، بلکہ کتاب وسنت سے ماخوذ کلام ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے : وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ

الْمُؤْمِنِينَ (النساء : ١١٥) "اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے راستے کے سوا اور رستے پر چلے..." اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی راہ کا تذکرہ کیوں کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما سکتا تھا کہ جو شخص ہدایت واضح ہو جانے کے بعد رسول کی نافرمانی کرے گا، ہم اسے... سبیل المؤمنین (مؤمنوں کے راستے) کا ذکر کیوں کیا؟ اس لیے کہ ہر کوئی اپنی عقل پر سوار نہ ہو جائے اور یہ نہ کہنے لگے کہ میں نے قرآن کریم کو اس طرح سمجھا ہے اور میں نے حدیث کو اس طرح سمجھا ہے۔ ایسے شخص کو کہا جائے گا کہ تمہارے لیے کتاب وسنت کو پہلے سلف صالحین مؤمنین (صحابہ کرام و تابیعین و تبع تابعین) کے طریقے کے مطابق سمجھنا واجب ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کی تائید میں بہت سی احادیث نبویہ بھی موجود ہیں

(دروس للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی: ٣١/٣، من المکتبۃ الشاملۃ)

نیز سلفی دعوت کے اصول بیان کرتے ہیں

والدعامة الثالثة : وهو مما تتميز به الدعوة السلفية على كل الدعوات القائمة اليوم على وجه الأرض، ما كان منها من الإسلام المقبول، وما كان منها ليس من الإسلام إلا اسماً، فالدعوة السلفية تتميز بهذه الدعامة الثالثة، ألا وهى : أن القرآن والسنة يجب أن يفهما على منهج السلف الصالح من الصحابة والتابعين وأتباعهم، أى : القرون الثلاثة المشهود لهم بالخيرية بنصوص الأحاديث الكثيرة المعروفة، وهذا مما تكلمنا عليه بمناسبات شتى، وأتينا بالأدلة الكافية التى تجعلنا نقطع بأن كل من يريد أن يفهم الإسلام من الكتاب والسنة بدون هذه الدعامة الثالثة فسيأتى بإسلام جديد، وأكبر دليل على ذلك الفرق الإسلامية التى تزداد فى كل يوم، والسبب فى ذلك هو عدم التزامهم هذا المنهج الذى هو الكتاب والسنة وفهم السلف الصالح.

اور تیسرا اصول جس سے سلفی دعوت آج روئے زمین پر موجود تمام اسلامی یا نام نہاد اسلامی دعوتوں سے ممتاز ہے، وہ (کتاب وسنت کے ساتھ) تیسرا اصول یہ ہے کہ کتاب وسنت کو سلف صالحین، یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے طریقے کے مطابق سمجھنا واجب ہے۔ یہ وہ تین بہترین زمانے ہیں، جن کی بھلائی کی گواہی بہت سی مشہور و معروف احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دی گئی ہے۔ ہم اس موضوع پر مختلف مناسبتوں سے بات کر چکے ہیں اور ایسے تسلی بخش دلائل دے چکے ہیں، جن سے قطعی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جو بھی شخص اس تیسرے اصول کے بغیر کتاب وسنت کو سمجھنے کی کوشش کرے گا، وہ ایک نیا اسلام متعارف کرائے گا۔ اس پر بڑی واضح دلیل یہ ہے کہ روز بروز اسلامی فرقے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کا سبب کتاب وسنت کے فہم میں سلف صالحین کے منہج کو لازم نہ پکڑنا ہے۔"

(دروس للشیخ محمد ناصر الدین الالبانی : ۳۱/۳ من مکتبۃ الشاملۃ)

راقم کہتا ہے ان فرقوں کو اس فہم پر ناز ہو رہا ہے جو فہم اصحاب رسول سے یکسر الگ ہے – عقائد میں سماع الموتی کا عقیدہ رکھنے والے گمراہ علماء (ابن تیمیہ و ابن قیم) کو اپنا سلف کہنا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کرنا ان فرقوں میں عام بات بن چکا ہے

الشِّنقيطي ایک وہابی عالم تھے ۱۹۷۴ میں وفات ہوئی – ان کی آراء کو الجموع البهية للعقيدة السلفية الَّتِي ذكرهَا الْعَلامَة الشِّنقيطي مُحَمَّد الْأمين بن مُحَمَّد الْمُخْتَار الجَكَنِي فِي تَفْسِيره أضواء الْبَيَان میں جمع کیا گیا جس کو اِبوالمنذر محمود بن محمد بن مصطفیٰ بن عبد اللطیف المنیاوی نے جمع کیا ہے اور مکتبۃ ابن عباس، مصر نے چھاپہ ہے- اپنی ایک تقریر میں مسئلہ سماع الموتی پر جرات دکھائی اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے انہوں نے کہا

وَأَنَّ قَوْلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّه عَنْهَا وَمَنْ تَبِعَهَا: إِنَّهُمْ لَا يَسْمَعُونَ، اسْتِدْلَالًا بِقَوْلِهِ تَعَالَى: {إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى} ، وَمَا جَاءَ بِمَعْنَاهَا مِنَ الْآيَاتِ غَلَطٌ مِنْهَا رَضِيَ اللَّه عَنْهَا، وَمِمَّنْ تبعها.

اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی اتباع کرنے والوں کا قول ہے (مردے) نہیں سنتے ہیں جو انہوں نے اللہ تعالی کے قول إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى سے استدلال کیا ہے اور جو انہی معنوں پر آیات آئی ہیں یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی غلطی ہے اور ان کی بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی ہے

الشِّنقيطي سے قبل کچھ یہی انداز ابن تیمیہ کتاب الانتصار للإمام أحمد میں اختیار کیا لکھتے ہیں

إنكار عائشة سماع أهل القليب معذورة فيه لعدم بلوغها النص ، وغيرها لا يكون معذورا مثلها ، لأن هذه المسألة صارت معلومة من الدين بالضرورة

عائشہ کا قلیب بدر کے (مردوں کے) سماع کا انکار کرنے میں معذور ہیں کیونکہ نص ان تک نہیں پہنچی اور دوسرے ان کی طرح معذور نہیں ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ضرورت کے تحت دین کی معلومات کی طرح پھیل چکا ہے

وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ

اسی طرح عذاب قبر کے حوالے سے بھی یہ ام المومنین کو صحیح عقائد بھول جانے والی بتاتے ہیں-ایک عرب محقق عکاشہ عبد المنان کتاب **المسندا لصحیح فی عذاب القبر و نعیمہ** میں لکھتے ہیں

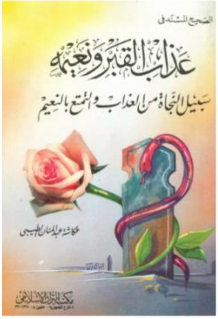

والظاهر من حادثة العجوزتين وإنكار عائشة رضى الله عنها أن عائشة قد نسيت ما قد حَدَثَ معها سابقاً فما أن سألت النبى ﷺ حتى رفع يديه وأخذ يدعوا بأن يُعيذَه الله من عذاب القبر ، فإجابةُ النبى ﷺ دلَّت على أنَّ الوحى قد استقرَّ فى قلبه فلم ينسه كما أخبر الله عز وجل ﴿**سَنُقرِئُك فلا تنسى**﴾ [الأعلى : ٦] وأما عائشة فقد نسيت كباقى البشر ، وهذا ليس بعيب .

ووجه آخر : أن الفترة التى لم ينزل فيها الوحى لإخبار النبى ﷺ عن وجودِ عذابِ القبر حدثت فى بعض الحوادث من كلام بعض اليهوديات وإخبار عائشة رضى الله عنها النبى ﷺ فكانت إجابته إثباته لليهود دون غيرهم حتى نزلَ الوحى على الرسول ﷺ فأخبرَه بأنَّه لاحقُ كل ميت استحقه فأخبرها ثم خرج يخبر الناس عن ما أُوحى إليه . والله أعلم .

اور جو ظاہر ہے یہودی بوڑھی عورتوں کے واقعہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے انکار (عذاب قبر) سے کہ بے شک وہ بھول گئیں جو ان سے پہلے بیان ہوا تھا پس جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ بلند کیے اور عذاب سے پناہ مانگی —پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کو جواب دلالت کرتا ہے کہ وحی رسول اللہ کے دل میں تھی وہ نہیں بھولے تھے جیسا کہ اللہ نے خبر دی ہم تم پر پڑھیں گے تم نہیں بھول پاؤ گے (سورہ الآعلی) اور جہاں تک عائشہ کا تعلق ہے تو وہ بے شک بھول گئیں جیسے اور بشر اور یہ کوئی عیب نہیں ہے

اور دوسری وجہ ہے: وہ دور جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عذاب قبر کے وجود کی خبر دینے کے لئے وحی نہیں آئی اس کے بعد آپ کو بتایا گیا یہودیوں کے کلام کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی خبر کا پس آپ نے جواب دیا آوروں کی بجائے یہود کے اثبات میں یہاں تک کہ وحی آئی اور خبر دی گئی کہ یہ حق ہے ہر میت اسکی مستحق ہے پس اسکی خبر لوگوں کو باہر نکل کر دی جو وحی ہوئی تھی واللہ اعلم

یہ تاویل سراسر لغو ہے اور ذہن سازی ہے —عائشہ رضی اللہ عنہا اگر عذاب قبر جیسے مسئلہ کو بھول گئیں تو پتا نہیں دین کا کتنا حصہ بھول گئی ہوں؟

اسی طرح ابن تیمیہ کے مطابق عائشہ رضی اللہ عنہا یہ بھی بھول گئیں کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے